SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:3 (2024) PAGE NO: 282-291
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Azhar Javed, & Dr. Professor Muhammad Aslam Khan. (2024). A Research Study on the Types, Rulings, and Conditions of Magic (Sihr) in Light of Tafseer Fath ul Aziz: تفسیر فتح العزیز کی روشنی میں سحر کی اقسام،احکام اور شرائط کا تحقیقی مطالعہ. *Shnakhat*, 3(3). Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/352

" A Research Study on the Types, Rulings, and Conditions of Magic (Sihr) in Light of Tafseer Fath ul Aziz

تفسیر فتح العزیز کی روشنی میں سحر کی اقسام،احکام اور شرائط کا تحقیقی مطالعہ"

Azhar Javed[1] **Dr. Professor Muhammad Aslam Khan**[2]

PhD Scholar Qurtaba University of Science and Information Technology D.I.Khan at- azharjaved83@gmail.com
Department of Islamic Studies Qurtaba University of Science and Information Technology D.I.Khan

Abstract

Shah Abdul Aziz Muhaddith Dehlvi (may Allaah have mercy on him) explained the rulings of magic and its types in the light of verse 102 of Surah Al-Baqarah. It has been discussed in the light of the Qur'an that the role of Satan in learning the magic of the Jews and in bringing them to this work and bringing them to disbelief has also been described very well. In this verse, it is also discussed to show strange deeds by taking knowledge from the people of Babylon and Haroot and Maroot. The orders of the People of Babylon had prepared six talsams in the city of Babylon in the time of Nimrod, their details are mentioned here. After explaining the types of magic in detail, Shah Sahib has mentioned fifteen conditions of kufriyya magic and in addition to this, he has mentioned the famous eight types of magic and mentioned the efforts of the Ummah Muhammad (peace and blessings of Allaah be upon him) to reform them. It has also been mentioned what magic the Jews learned in these types and what was the custom with them, and what was the difference between the magic of Harut and Marut and the magic of the Babylonians, it was also presented with great research. Shah Sahib has also presented this discussion in a very researched manner.

Keywords: Magic, Rulings, Conditions, Babylon, Haroot, Maroot.

تمہید

ابتدائے آفرینش سے ہی یہ دنیا اور بنی آدم شیطان کے جال میں پھنسے رہے ہیں۔ جادو کے ذریعے سے انسان کی آخرت خراب کرنا شیطان کا ایک بہت اہم مقصد ہے۔ ذاتی عناد اور بغض وحسد کی آگ کو بجھانے کے لیے انسان نے جادو جیسے کفریہ عمل کو بھی اختیار کرنے سے گریز نہ کیا۔ یہاں اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ خلاف عقل واقعات اور امور کی بہت سی اقسام ہیں۔ ان میں سے کون سے اعمال جادو کہلاتے ہیں، ان کا جاننا ضروری ہے تاکہ جادو اور دوسرے جائز امور میں فرق کیا جاسکے اور ایمان کو ضائع کرنے والے امور سے بچا جاسکے اور ایمان کو محفوظ رکھنے والے امور کو سیکھا جاسکے۔ ابتدا میں تو یہ جادو کا عمل صرف غیر مسلموں میں رائج تھا اور وہی اسے سیکھتے تھے لیکن اب مسلمانوں میں بھی اس کا استعمال اور اس کا سیکھنا بہت زیادہ پایا جارہا ہے ہر روز نئے نئے واقعات رونما ہورہے ہیں اور رشتہ داریاں اور قرابتیں نفرت اور بغض کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں۔ کوئی جادو سے کسی کے کاروبار کو ناکام کرنے کی کوشش کررہا ہے اور کوئی میاں بیوی میں جھگڑا ڈالنے کی ترکیب سوچ رہا ہے۔ اس سے ہمارے معاشرے میں اس بات کی اشد ضرورت پیدا ہورہی ہے کہ جادو کے احکام کو شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں متعارف کرایا جائے اور اس کی تشہیر کرکے سادہ اور لاعلم عوام کو اس خطرناک روحانی بیماری سے بچایا جاسکے تاکہ ان کی آخرت اور دنیا خراب ہونے سے بچ جائے۔

کفریہ اعمال سے جادو کرنے کا حکم

اس مقام پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جادو کا حکم بدلتا رہتا ہے۔ اگر سحر میں ایسی بات یا عمل ہو کہ جو کفر کا سبب بنے جیسے بتوں کا نام لینا اور خبیث روحوں کی ایسی تعظیم کرنا کہ جیسی اللہ تعالی کی کی جاتی ہے۔ مثلا عمومی علم کو یا قدرت کو ان کے لیے ثابت کرنا۔ یعنی بتوں کے لیے ہر چیز کا مستقل علم اور ہر چیز پر عام قدرت کا اقرار کرنا۔ اور غیب کے جاننے اور مشکل کشائی کو ان کے لیے ثابت کرنا یا اللہ تعالی کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا وغیرہ۔ جس سحر میں غیر اللہ کے لیے سجدہ اور اس طرح کے اعمال پائے جائیں تو بلاشبہ سحر کفر ہے۔ ایسا سحر کرنے والا مرتد ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس طرح کا جادو اپنے کسی مقصد کے لیے کرائے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے۔ یعنی اگر مرد ہے تو اس کو تین دن کی مہلت دینی چاہیے تاکہ توبہ کرے۔ اور اس قول اور فعل سے براءت کا اظہار کرے۔ اور اگر تین دن میں اس نے مکمل توبہ نہ کی تو اسے قتل کردینا چاہیے۔ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ اور مسلمانوں کے طریقے کے مطابق اس کی تجہیز وتکفین نہیں کی جائے گی۔ اس کے لیے فاتحہ خوانی اور درود اور صدقات وغیرہ کا ثواب نہیں بھیجنا چاہیے۔[i]

اور اگر عورت ہے تو امام شافعی کے نزدیک اسے بھی مردوں کی طرح تین دن کی مہلت دینے کے بعد قتل کردینا چاہیے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اسے ہمیشہ کے لیے قید کردیا جائے۔ جب تک خالص توبہ نہ کرے اس وقت تک رہائی نہ دی جائے۔[ii]

خدائی افعال کا دعوی کرنے والے جادوگر کا حکم

اور اگر سحر میں کوئی کفریہ قول وفعل نہ ہو اور ارتداد والا کام تو نہ ہو لیکن سحر کرنے والا یہ دعوی کرتا ہے کہ میں اس جادو کی وجہ سے خدائی کام کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔ مثلا لوگوں کی شکل بدل کر جانور بنا دینا، پتھر کو لکڑی بنا دینا، لکڑی کو پتھر بنا دینا وغیرہ۔ یا کہے کہ میں انبیاء کرامؑ کے معجزات دکھا سکتا ہوں، جیسے ہوا میں اڑنا یا ایک مہینے کی مسافت ایک لمحہ میں طے کرلینا وغیرہ۔ ایسا شخص نہ صرف جادو کرنے کی وجہ سے بلکہ اس کفریہ دعوی کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ اور اگر یوں کہتا ہے کہ میرے ان کاموں اور اعمال میں بہت سی خصوصیات ہیں۔ ان کی وجہ سے میں کسی کو قتل، تندرست کو بیمار، بیمار کو تندرست، اچھے بھلے آدمی کو ڈرا دینا اور کسی کے خیالات کو خراب کرسکتا ہوں۔ اس طرح کا جادو فسق اور دھوکہ ہے اور ایسے آدمی کو دھوکے باز اور فاسق کہا جائے گا۔ اگر اپنے جادو کی وجہ سے کسی بے گناہ جان کو ماردے تو ڈاکوؤں اور راستے میں لوٹ مار کرنے والوں کی طرح اس جادوگر کو قتل کردینا چاہیے۔ کیوں کہ یہ فساد پھیلانے کی کوشش کررہا ہے۔ اور یہ عمل بدعورت کرے یا مرد دونوں کی یہی سزا ہے۔ یہ حکم امام فخر الدین رازی اور دوسرے علماء احناف نے بیان فرمایا ہے۔[iii]

امام ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اگر معلوم ہو کہ فلاں شخص جادو کرتا ہے۔ گواہوں سے یا اس کے اقرار سے یہ بات ثابت بھی ہو جائے تو اسے مار دینا چاہیے۔ اس کی توبہ کا اعتبار نہ کیا جائے۔ اگر وہ کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں اور جادو کو چھوڑ رہا ہوں تو اس کی بات قبول نہ کی جائے۔ البتہ اگر یہ کہے کہ میں بہت پہلے جادو کرتا تھا اب

ایک عرصہ سے میں نے یہ کام چھوڑ دیا ہے تو اس کی بات کا اعتبار کر لیا جائے اور اسے قتل نہ کیا جائے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے جادو کیا اور اور اس کے جادو کی وجہ سے وہ آدمی مر گیا جس پر جادو کیا گیا تھا تو جادو گر سے پوچھا جائے گا۔ اگر وہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے اس پر جادو کیا ہے اور میرے جادو سے اکثر موت واقع ہو جاتی ہے تو اس پر قصاص لازم ہو گا۔ اگر کہے کہ میں نے اس پر جادو کیا ہے اور میرے جادو سے کبھی موت واقع ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی تو اسے قتل شبہ عمد قرار دیا جائے گا۔ اس پر شبہ عمد والے احکام جاری ہوں گے۔ اگر کہے کہ میں نے کسی دوسرے آدمی پر جادو کیا تھا مگر چونکہ اس کا نام بھی اسی کے نام کی طرح تھا یا یہ جادو والی جگہ سے گزرا اور جادو کا اثر اس پر ہو گیا تو یہ قتل خطا کہلائے گا اور قتل خطا کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔[iv]

نیک، صالح عالمین اور اولیاء اللہ سے خلاف عقل کاموں کا ظہور

اس مقام پر ایک اشکال اکثر ذہن میں آتا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ عقل اور عادت کے خلاف ایسے کام صرف اللہ تعالی کی قدرت سے وجود میں آتے ہیں وہ اکثر اولیاء اللہ سے بھی ظاہر ہو جاتے ہیں جیسے ایک چیز کو دوسری چیز سے بدل دینا اور شکلوں کو بدل دینا۔ اسی طرح وہ کام جو انبیاء کرام کے معجزوں کے مشابہ ہوتے ہیں وہ بھی اکثر اولیاء اللہ سے واقع ہو جاتے ہیں۔ جیسے مردوں کو زندہ کر دینا، لمبی مسافت ایک لمحے میں طے کرنا وغیرہ۔ اور اولیاء کے احوال لکھنے والے ان افعال کو اولیاء کی کرامات میں اور ان کے مناقب میں لکھ دیتے ہیں۔ الغرض اگر اللہ تعالی کے فعل کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا کفر ہے تو یہاں بھی کفر لازم آنا چاہیے۔ اور اگر ظاہری سبب کی طرف غور کیا جائے اور کفر نہ قرار دیا جائے تو جادو گر پر جادو کی وجہ سے کفر کا حکم کیوں لگایا گیا ہے۔ بلکہ دو تین اسماء الہی اور ورد پڑھنے والے سیفی پڑھنے اور دعوت کی وجہ سے عجیب و غریب چیزیں ظاہر کرتے ہیں اور جادو گروں کے ساتھ کامل طور پر مشابہت رکھتے ہیں۔ ان میں فرق کیا ہے؟

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ جو کام عادت کے خلاف ہوتے ہیں خواہ معجزات کے مشابہ ہوں یا کسی اور قسم میں سے ہوں سارے کے سارے اللہ تعالی کی قدرت سے ہی صادر ہوتے ہیں۔ اسی کے ارادے اور پیدا کرنے سے وجود میں آتے ہیں۔ اس میں اولیاء کے اور جادوں گروں کے افعال برابر ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اولیاء اللہ، اسماء الہی کی دعوت کرنے والے اور ورد پڑھنے والے ان افعال کی نسبت غیر اللہ کی طرف نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالی کی قدرت یا اس کے اسماء کی خصوصیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لہذا اس سے شرک لازم نہیں آتا۔ اور جادو گران افعال کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرتے ہیں، جیسے خبیث اور بری روحیں ہیں۔ یا ان افعال کو منتروں اور بتوں کے ناموں کی خصوصیات قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کاموں کو اپنے قابو میں سمجھتے ہیں اور اپنے حکم کے تابع سمجھتے ہیں اور ان کاموں پر مٹھائیاں اور اجرت لیتے ہیں۔ اور ان بری ارواح اور بتوں کے لیے منتیں مانتے ہیں اور ان کے نام کی قربانیاں کرتے ہیں۔ اس سے تو صریح شرک لازم آتا ہے۔ اور یہ کام کفر کا سبب بنتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشرکین ان افعال کو جو عام طور پر اللہ تعالی سے پائے جاتے ہیں مثلا بیٹا عطا کرنا، رزق کشادہ کرنا، مریضوں کو شفا دینا اور اس طرح کے بہت سے کاموں کو ارواح خبیثہ اور بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور نتیجتا کافر ہو جاتے ہیں۔

توحید پسند لوگ اسے اسماء الہیہ کی تاثیر سمجھتے ہیں، یا نیک لوگوں کی دعاؤں کا اثر قرار دیتے ہیں، کیوں کہ نیک لوگ بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں درخواست کر کے مقصود حاصل کرتے ہیں، یا اس کی مخلوق مثلا دوائیوں اور جڑی بوٹیوں کی خصوصیات قرار دیتے ہیں۔ لہذا ان کے ایمان میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اسی طرح مختلف ورد وغیرہ ہیں۔[v]

جادو کی اقسام اور ان کے احکام

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ جادو کی حقیقت کیا ہے اور اس کی اقسام کتنی ہیں؟ اور کون سی قسم کفر کا سبب بنتی ہے اور کونسی فسق کا اور کون سی قسم مباح یعنی شریعت میں جائز ہے؟

یہ بحث تفصیل طلب ہے، خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جادو کہتے ہیں پوشیدہ اسباب کو استعمال کر کے خلاف عقل اور خلاف عرف عجیب و غریب افعال پر قدرت حاصل کر لینا۔ دعا مانگنے یا اللہ تعالی کے ناموں کو پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالی کو ذریعہ اور وسیلہ نہ سمجھا جائے اور نہ ہی ان کاموں کو اللہ تعالی کی قدرت کی طرف منسوب کیا جائے۔ چوں کہ دنیا میں پوشیدہ اسباب بہت سے ہیں اس لیے جادو کی بھی کئی اقسام بن گئیں۔ ان اقسام کو اس طرح منضبط کیا جا سکتا ہے کہ یا تو سبب خفی یعنی روحانیات کی تاثیر ہے یا جسمانیات کی تاثیر ہے۔ پھر روحانیات دو طرح کی ہیں۔

ایک روحانیات کلیہ جیسے کواکب، افلاک اور عناصر کے روحانیات ہیں۔

دوسرے روحانیات جزئیہ جیسے امراض کے روحانیات، جنات، شیاطین اور بنی آدم سے جدا ہونے والے نفوس کی روحانیات ہیں۔ان نفوس کو قابو میں کرنے کے بعد، ہندی زبان میں بیرو[vi] کہتے ہیں۔

اور جسمانیات کی عجیب وغریب تاثیریں یا تو مختلف کیفیات کے جمع ہونے سے یا کیفیتوں کے بغیر صرف نوعی صورتوں کے خواص کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے۔اس کے بعد روحانیات کے ساتھ مناسبت اور ان کی تاثیرات حاصل کرنے کا طریقہ یا ان کے ناموں کا ذکر کرنا، اور مقرر کردہ شرطوں کے مطابق ان سے التجا کرنا یا مناسب شکلیں اور صورتیں بنا کر ان کے پسندیدہ کام کرنا یا ایسا کلام پڑھنا کہ اس کلام کے مفرد الفاظ جس میں مرکب کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو کسی روح کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوں یا کسی ایسے عجیب وغریب فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوں جو اس سے کسی وقت صادر ہوا ہو اور ہر خاص وعام کی زبان پر اس کی تعریف ہو۔ الغرض ان شقوں کے اعتبار سے جادو کی بہت سی اقسام ہو جائیں گی۔ جو اقسام رائج ہیں وہ یہ ہیں:

پہلی قسم بابل کا جادو

ان میں سے ایک قسم وہ ہے جو کلدائن اور بابل کا جادو ہے اور بہت عمدہ قسموں میں سے ہے۔ حضرت ابرہیم ان کے عقائد اور مذہب کی تردید کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔اس علم کی اصل اور بنیاد ہاروت اور ماروت سے ملتی ہے۔ بابل والے اسے سیکھ کر اس کو انجام دیتے رہے۔اس میں انھوں نے بہت غور وفکر کیا۔اور کلدائن بابل کے شہری تھے وہ اس کام میں بہت زیادہ مشغول رہتے تھے۔[vii]

ایک معتبر تاریخ میں لکھا ہے کہ بابل کے حکماء نے نمرود کے زمانہ میں بابل شہر (جو کہ نمرود کا تخت گاہ تھا) میں چھ طلسم تیار کیے تھے۔ان کو سمجھنے میں عقلیں حیران تھیں۔

پہلا طلسم یہ تھا کہ تانبے کی ایک بطخ بنائی اور اس میں یہ خصوصیت تھی کہ جس وقت کوئی جاسوس یا چور اس شہر میں آتا تو اس بطخ میں سے آواز آتی اور سارے شہر والے اس آواز کو سن لیتے اور اس آواز کا مقصد سمجھ جاتے اور اس چور کو پکڑ لیتے۔

دوسرا طلسم یہ تھا کہ ایک نقارہ تھا۔ جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جاتی اس نقارہ کے پاس جاتا اور اس پر لکڑی مارتا اور اس طبل میں سے آواز آتی کہ فلاں چیز فلاں جگہ پر ہے۔اور تلاش کرنے کے بعد وہیں سے مل جاتی۔

تیسرا طلسم یہ تھا کہ ایک آئنہ بنایا تھا۔اس کے ذریعے غائب آدمی کی حالت معلوم ہو جاتی تھی۔وہ اس طرح کہ جس وقت صاحب غرض اس آئینہ میں دیکھتا تو اس غائب شخص کی شکل ظاہر ہو جاتی۔ شہر میں، جنگل میں، کشتی میں، پہاڑ پر جس جگہ پر بھی ہوتا اور جس حالت میں ہوتا بعینہ اسی طرح اس میں نظر آجاتا۔ بیمار ہوتا، تندرست ہوتا، فقیر، مالدار، زخمی یا مقتول جیسا ہوتا ویسا ہی نظر آجاتا۔

چوتھا طلسم یہ تھا کہ ایک حوض بنایا تھا۔ سال میں ایک دن اس حوض پر جشن مناتے تھے۔ شہر کے معززین اور سردار بھی شریک ہوتے۔ ہر شخص کا جو دل چاہتا اس حوض میں لاکر گرا دیتا، طرح طرح کے شربت یا جوس وغیرہ۔ جب ساقی اس حوض پر کھڑے ہوتے اور حوض میں سے نکال کر لوگوں کو پلانے لگتے تو ہر شخص کے لیے پیالوں میں وہی چیز نکلتی جو پہلے اس نے اس حوض میں ڈالی ہوتی تھی۔

پانچواں طلسم ایک حوض تھا۔ یہ لڑائیوں کے فیصلے کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ اگر دو افراد میں لڑائی ہو جاتی اور سچے اور جھوٹے کا پتا نہ چلتا تو اس تالاب پر آکر پانی میں کود جاتے۔ جو شخص حق پر ہوتا تو تالاب کا پانی اس کے ناف سے نیچے رہتا اور جو جھوٹا ہوتا تو پانی اس کے سر کے اوپر آجاتا اور اسے ڈبونے لگتا۔ اگر وہ اپنے دعوی سے باز آجاتا اور مان جاتا تو اسے چھٹکارہ حاصل ہو جاتا۔

چھٹا طلسم یہ تھا کہ نمرود کے محل کے دروازے پر ایک درخت لگایا گیا تھا۔اس کے سایہ میں درباری بیٹھتے تھے۔ جس قدر لوگ زیادہ ہو جاتے تو اس درخت کا سایہ بھی بڑھتا جاتا۔ یہاں تک کہ اگر ایک لاکھ آدمی ہوتے تو سایہ بھی اسی قدر کھلا ہو جاتا۔ جب لاکھ سے ایک آدمی بھی زیادہ ہوتا تو سایہ بالکل ختم ہو جاتا۔اور سب دھوپ میں آجاتے۔ ان کے بادشاہ نمرود کو بھی اس طرح کی باتوں میں بہت دل چسپی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جادو کی یہ قسم باقی تمام قسموں سے بہت مشکل ہے۔اسے حاصل کرنے میں بہت محنت کرنی

پڑتی ہے۔اور جس شخص کو اس قسم میں کمال حاصل ہو جائے وہ عادت کے خلاف جو چاہے کر سکتا ہے اور عادت کے مطابق کرنے سے رکاوٹ بن سکتا ہے۔ چنانچہ جن بیماریوں کا علاج ڈاکٹرز سے نہیں ہو سکتا جیسے برص، کوڑھ، زمانت اور شدید عشق ان سب کا علاج اس سے ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ جادو گر روحانیات کی مدد سے تدبیر کرتا ہے اور معالج جسمانیات کی مدد سے تدبیر کرتا ہے۔[viii]

اور اس فن کی حقیقت یہ ہے کہ فلک، عناصر اور موالید ہر جسم کی ایک روح ہوتی ہے۔ وہ روح اس کی تدبیر کرتی ہے۔اور اجسام کی تاثیریں ساری کی ساری ارواح کی وجہ سے ہیں۔ لہذا جب تمام دنیا کی روحیں اس کے تابع ہوئیں تو وہ دنیا کا مالک بن گیا۔ اس لیے بغیر لڑائی کے دشمنوں کو دور کرنا اور فساد مچانے والوں کو قابو کرنا اس کے لیے ممکن ہے۔ چنانچہ ارسطو نے حکیم برہماطوس اور بیداغوس کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان دونوں کی بابل میں لڑائی ہوگئی۔ بیداغوس نے برہماطوس سے کہا کہ تم میرا کیسے مقابلہ کر سکتے ہو جبکہ میرا مقابلہ تو مریخ اور زحل بھی نہیں کر سکتے۔ برہماطوس نے یہ سنا تو جلانے والا جادو کر کے مریخ کی روح سے مدد لی اور بیداغوس کو جلا دیا۔ اور بغیر لڑائی کے اس کے شر کو ختم کر دیا۔ دوسرے شہروں کے بارے میں بھی اس قسم کے واقعات نقل کیے جاتے ہیں۔

جب حضرت ابرہیم پیدا ہوئے تو اللہ تعالی نے انھیں تمام اجسام اور روحیں دکھائیں۔ اور آپ نے ان سب کو اللہ تعالی کے قبضۂ قدرت میں مجبور اور بے اختیار دیکھا۔ آپ ان سب سے چہرہ پھیر کر ذات واحد حقیقی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سورۃ انعام میں ان شاءاللہ آئے گا" :وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ [ix] " سے "إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ"۔[x]

اس قسم کا جادو محض کفر اور شرک ہے۔ اس لیے کہ اس کفر کی پندرہ شرائط لکھی گئی ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ارواح کو دلوں کی باتوں کو جاننے والا سمجھے اور ان کے بارے میں جہالت اور عجز کا گمان نہ کرے۔ ورنہ وہ ارواح اس کے تابع نہ رہیں گی اور اس کے مقصد تک نہیں پہنچنے دیں گی۔ ستاروں کی روحانیات کی کیفیت دعوت کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ قمر کی دعوت سے شروع کرے کیونکہ وہ عالم سفلی کے زیادہ قریب ہے اس کے ذریعے سے عطارد کی دعوت ہو گی۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے آگے چلتے جائیں۔ اور قمر کی دعوت میں لکھا ہے کہ یہ الفاظ پڑھے": ایها الملك الكريم و السيد الرحيم مرسل الرحمة ومنزل النعمة"اور عطارد کی دعوت میں اس طرح کہے:"كل ما حصل لى من الخير فهو عنك وكل ما يندفع من الشر منى فهو منك"اور یہ بھی کہے":ایها السيد الفاضل الناطق العالم نجفيات الامور المطلع على السرائر" اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے سیاروں کی دعوت میں الفاظ کہے۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ یہ الفاظ اور اعتقاد اسلام اور توحید اور ملت حنیفی کے منافی ہے۔

اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ بابل والے ہاروت اور ماروت کی تعلیمات کی وجہ سے تمام روحانیات مثلا کلیہ، جزئیہ اور علویہ، سفلیہ اور فلکیہ، عنصریہ اور بسیطہ، مرکبہ سے استعانت کا طریقہ جانتے تھے اور اسے کام میں لاتے تھے۔ اور ان کے ساتھ اتصال حاصل کر چکے تھے۔ اور عجیب و غریب افعال ظاہر کرتے تھے۔ لیکن یونان کے لوگوں نے صرف روحانیات اور امراض کی روحانیات کو مسخر کرنے کو ہی کافی سمجھا۔ اور ان کا خیال یہ تھا کہ جب روحانیات علویہ کو مسخر کر لیا تو روحانیات سفلیہ کو مسخر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روحانیات سفلیہ میں متاثر ہونے اور اثر قبول کرنے کے علاوہ اور کوئی طاقت نہیں۔ فاعلیت یعنی اثر انگیزی اور تاثیر تو علویات کے ساتھ خاص ہے۔ اور ہندوستان کے پرانے لوگ تمام روحانیات کو مسخر کرتے ہیں اور ان سے اپنی دلچسپی کے کام کراتے ہیں۔ مصرعہ "وللناس فيما يعشقون مذاهب" الغرض بابل کا جادو اس زمانہ کے ہندوؤں میں موجود ہے۔ اور یونانیوں نے ان میں چند اقسام پر کفایت کی ہے۔

دوسری قسم

اور اس جادو کی دوسری قسم صرف جنات اور شیاطین کو مسخر کرنے کی ہے۔ اور یہ آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس کا رواج بہت زیادہ ہے۔ اور اسے مسخر کرنے میں بڑے بڑے جنات جیسے بھوانی، ہنومان اور اس طرح کے جنات کی طرف التجا کرنی پڑتی ہے۔ اور ان سے تضرع اور آہ و زاری کرنی پڑتی ہے۔ ان کے نام کی قربانیاں اور نذریں ماننی پڑتی ہیں۔ اور ان کے حاضر ہونے کی جگہ پر مختلف قسم کی خوشبوئیں رکھنی پڑتی ہیں۔ اور اس سے صریح کفر لازم آتا ہے۔

تیسری قسم

تیسری قسم ان سے دشمنی پیدا کرنا ہے۔ اور جادو کی اس قسم میں ایک طاقت ور مضبوط دل والے آدمی کی میت کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد اس کی روح کو اپنی طرف کھینچتے ہیں

۔اوراس کے لیے ایسے الفاظ پڑھے جاتے ہیں جن میں بڑے بڑے شیاطین کا ذکر ہوتا ہے۔اوران کی بہت زیادہ تعظیم ان الفاظ میں بیان کی جاتی ہے۔ان الفاظ کی قوت اور نذرانے اور ہدیے رکھنے کی وجہ سے اس روح کواپنے حکم کے تابع اور اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں۔ جیسے نوکر ہوتا ہے۔یہ روح بھی اس کی طرح ہے جو کام اس سے کہا جائے پورا کرتی ہے۔یہ عمل بھی کافر بنا دیتا ہے۔اور کفر کی حد کے قریب کر دیتا ہے۔اوراس طرح کی روحیں اکثر شہوت اور غصہ کی باتوں میں معاون ہوتی ہیں۔فاسقوں اور ہندؤوں کی خبیث روحیں ہوتی ہیں۔اس لیے اس عمل میں خباثت بھی ملی ہوئی ہوتی ہے۔

چوتھی قسم

جادو کی چوتھی قسم یہ ہے کہ اس سے تخیلات کو خراب کیا جائے۔وہ اس طرح کہ بعض مؤنث جنوں کی روحیں انسان کے خیال میں تصرف کرتی ہیں۔چنانچہ اسے جو چیز نظر نہیں آتی اور ذہن میں آنے والی خوفناک شکلوں سے ڈرتا رہتا ہے۔اور جو حرکات حقیقت میں ہوتی نہیں ہیں وہ ان کو محسوس کرتا ہے۔اس قسم کو نظر بندی یا خیال بندی کہتے ہیں۔اور فرعون کے قصے میں جن جادوگروں کا ذکر ہے،اس آیت "يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى "[xi] میں اسی قسم کا جادو سمجھا جاتا ہے۔

اس قسم کا جادو اگر معجزے کی دلالت کو دور کرنے کے لیے اس کے مقابلہ میں پیش کیا جائے یا اولیاء اللہ کے ساتھ جھگڑنے کے لیے پیش کیا جائے تو یہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔اور ایسے ہی اگر اس خیال بندی کے ذریعے کسی انسان کو دھوکہ دیں یا اس کی عزت اور مال میں خیانت کریں تب بھی کبیرہ گناہ ہوگا۔اس قسم سے کفر لازم نہیں آتا۔

پانچویں قسم

جادو کی پانچویں قسم وہ ہے جو اوہام والوں کا جادو سمجھا جاتا ہے۔بہت سے ہندؤوں کے ہاں اس کا رواج بہت زیادہ تھا۔اور اب تو اس کا نام ونشان نہیں ہے۔اس کا نام تعلیق الوہم بھی ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز چاہیے ہو،اس کی شکل نظر کے سامنے رکھ کر اسے حاصل کرنے کا وہم کرتے ہیں۔ایسا جادو کفر نہیں ہے۔جس وقت کسی کے خیال میں تصرف کرتے ہیں تو مؤنث جنات کی روحوں سے التجا کرنے اور بڑے بڑے جنوں کے نام لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔لہذا اگر یہ التجا اور ذکر ان کی کامل درجہ تعظیم کے ساتھ ہو تو یہ کفر ہے۔اس تعلیق کی شرطیں یہ ہیں جیسے غذا کا کم کرنا،لوگوں سے ایک طرف ہو جانا اور اس طرح کی مزید باتیں ہیں کہ ان کو عمل میں لاکر مطلوب حاصل کیا جائے۔اس قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی جائز مقصد کا ارادہ کرے مثلاً دو زانیوں کے درمیان لڑائی ڈالنا یا کسی ظالم اور کافر کو ہلاک کرنا تو یہ جادو جائز ہے۔اور اگر کسی ممنوع کام کرنے کا ارادہ کرے جیسے میاں بیوی کے درمیان لڑائی ڈالنا یا کسی معصوم جان کو ہلاک کرنا تو یہ حرام ہوگا۔خلاصۂ کلام یہ کہ یہ قسم فعل کے تابع ہے،اپنی ذات میں بری نہیں ہے۔اگر مباح فعل کے لیے کیا ہے تو یہ بھی مباح ہے اور اگر حرام فعل کے لیے کیا ہے تو یہ بھی حرام ہوگا۔

چھٹی قسم

چھٹی قسم عجائب کا جادو ہے۔اشیاء کے خواص کی وجہ سے عجیب افعال انجام دیتے ہیں۔اور وہ خواص کسی کو معلوم نہیں ہوتے۔ جیسے کوئی شخص انگلیوں کو روشن کرنا چاہے تو تھوڑا سا بورا کابلی سرکہ میں تر کرکے تھوڑی سے سمندری جھاگ اس میں ملا کر انگلی پر ملے۔اور نفط[xii] اس جگہ پر لگا لے۔لہذا کسی مجلس میں کوئی چراغ وغیرہ جل رہا ہو ان انگلیوں کو اس کے سامنے لے جائے تو انگلیوں میں آگ لگ جائے گی اور انگلیاں نہیں جلیں گی۔

ساتویں قسم

جادو کی ساتویں قسم حیلوں کا جادو ہے۔اس میں عجیب طریقے کے بنے ہوئے آلات کی مدد سے عجیب وغریب کام ظاہر کرتے ہیں۔اور ان آلات کو تیار کرنا بہت زیادہ غور وفکر اور مشقوں کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے بنی موسیٰ کے حیلے اور اوقات کو پہچاننے کے انگریزوں کے بنائے ہوئے آلات ہیں۔

آٹھویں قسم

آٹھویں قسم کا جادو ہاتھ چالاکی اور شعبدہ بازی کا ہے۔بہت زیادہ مرد اور خواتین لوگوں کو حیران کرنے کے لیے یہ کام کرتے ہیں۔اس قسم کے جادو کا مخفی سبب خفیہ حرکات کو جلدی سے بدل دینا ہے۔جادو کی یہ تینوں اقسام نہ کفریہ ہیں اور نہ ہی حرام ہیں۔اور جب غلط مقصد کا ارادہ کیا جائے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔[xiii]

سحر کی اقسام کی اصلاح

اس مقام پر جاننا چاہیے کہ امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ذہین لوگوں نے اکثر جادو کی قسموں کی اصلاح کی ہے۔ان کے کفر اور شرک کو دور کر کے استعمال کیا ہے۔

پہلی قسم کی اصلاح

لہذا پہلی قسم کی اصلاح دعوت علوی کے ذریعے فرمائی۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالی کے اسماء عظمی اور قرآن کریم کی آیات کی مدد سے فرشتوں کو مسخر کر لیتے ہیں۔

دوسری قسم کی اصلاح

دوسری قسم کی اصلاح عزیمتوں اور دعوت سفلی کے ذریعے کی ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالی کے اسماء اور قرآنی آیات کے ذریعے زمین کے مؤکلات اور جنوں کو مسخر کرتے ہیں۔ اس میں کفر، شرک اور غیر اللہ کی تعظیم کا بالکل بھی شبہ نہیں ہوتا، بلکہ حکومت اور غلبہ کے ساتھ ہوتا ہے۔

تیسری قسم کی اصلاح

اور تیسری قسم کی اصلاح پاک روحوں اور اولیاء اللہ کی روحوں کے ساتھ ربط حاصل کر کے کی ہے۔ یہ اکثر اویسیہ سلسلے والے کرتے ہیں۔ اور اپنی اور دوسروں کی ضرورتوں کے بارے میں نفع حاصل کرتے ہیں۔ اور اس طریقے کو حاصل کرنے کے لیے پاکیزگی اور تلاوت کرتے ہیں اور ان ارواح کے لیے صدقات اور ثواب بھیجنے کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

پانچویں قسم کی اصلاح

اور پانچویں قسم کی اصلاح عقد ہمت ہے۔ وہ اس طرح کہ اکابر، مشائخ اور اولیاء عظام کے پاس مشکلات کے حل کے لیے آئے۔ اور یہ تعلیق بھی ایک کیفیت عظمی کے ساتھ متعلق ہے۔ جو اللہ تعالی کے اسماء میں سے کسی اسم کو استغراق کے ساتھ ملاحظہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ بھی روح کی کامل پاکیزگی اور اس کی عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف ترقی کرنے پر موقوف ہے۔

چھٹی قسم کی اصلاح

اور چھٹی قسم کی اصلاح دوسری اشیاء کے عنصریات کے خواص میں غور کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مزید برجوں کے خواص، ستاروں کے درجات، شرف اور وبال کے بارے میں بھی غور فکر کرتے ہیں۔ اور اس میں ذکر اللہ کو ملا دیتے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ کہ جادو کے برا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کفر اور شرک تک پہنچا دیتا ہے اور ستاروں، ارواح خبیثہ اور شیاطین کی تاثیرات کا اعتقاد اس میں ہوتا ہے اور غیر اللہ سے التجا اور دعا کرنے پر منحصر ہوتا ہے۔ اور اسی طرح کے دوسرے اسباب ہیں جن میں مصروف ہونے سے مسبب الاسباب کی قدرت سے غفلت ہو جاتی ہے۔ اور جب قباحت کی یہ وجہ ختم ہو جائے تو اس کے حلال اور حرام ہونے کا مدار اغراض کے اوپر ہو گا۔ اگر اغراض اچھی ہیں تو جادو بھی اچھا ہو گا اور اگر مقصد برا ہو تو جادو بھی برا ہو گا۔

یہودی کون سا جادو کرتے تھے؟

یہودیوں کا جادو اکثر شیطانی ارواح سے مدد لینے، یا ان کے نام لینے کی قبیل سے تھا۔ ایسے منتر پڑھتے تھے کہ ان کے معانی مہمل ہوتے تھے۔ اور پسندیدہ اور ڈراؤنی تصویریں بناتے تھے۔ اس لیے اس کو برائی کے طور پر یاد فرمایا ہے۔ اور یہودی اس پر اکتفا نہیں کرتے تھے جو شیاطین نے حضرت سلیمان کے زمانے میں اختیار کیا تھا، بلکہ یہ اس سحر کو تلاش کرتے اور ڈھونڈتے تھے جو ان دو فرشتوں پر نازل ہوا تھا جو بابل میں رہتے تھے۔ ان کا نام ہاروت اور ماروت تھا۔ اور یہی جادو کی پہلی قسم تھی جو ذکر کی گئی۔ اور یہ صریح کفر اور شرک ہے۔ اس لیے کہ اس میں جہان کی تدبیر کرنے والی ارواح کو اللہ تعالی کے برابر سمجھتے ہیں۔ جیسے حمد و ثنا، عموم علم اور عموم قدرت اور عموم غلبہ کا اعتقاد رکھنا اور اس کی عظمت پر یقین رکھنا۔ اس کے برعکس جنات، شیاطین اور مہمل معانی والے منتر پڑھنا۔ اس میں تسخیر استیلائی اور تسخیر قہری کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ یعنی طاقت کے ذریعے ان کو مسخر کرنے کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ اور ان منتروں کے معانی میں درستی اور فساد دونوں کا احتمال ہے۔ اس قسم میں شرک اور کفر کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

ہاروت و ماروت اور بابل کے جادو میں فرق

ہاروت اور ماروت اور کلدائن اور بابل والوں کے جادو میں فرق یہ تھا کہ ہاروت اور ماروت کو یہ قدرت عطا ہوئی تھی کہ وہ مشکل افعال کیے بغیر ارواح کو مسخر کر کے کسی خبیث روح کے ساتھ رابطہ جوڑ لیتے تھے۔ اور چاہنے والے کی روح کے جوہر میں اس رابطے کا اثر پکا ہو جاتا تھا۔ اور یہ اثر کسی تدبیر سے زائل نہیں ہوتا تھا۔ اور کلدائن اور بابل والے ارواح

کے ساتھ مناسبت اور اتصال کے لیے بہت زیادہ مشقیں اور مشقتیں کرتے تھے، خلوتیں اختیار کرتے تھے،اس کے باوجود بھی انھیں وہ پختگی اور رسوخ حاصل نہیں ہوتا تھا۔

فرشتوں نے جادو کی تعلیم کیوں دی

الغرض ان فرشتوں کو نازل کرنے کا سبب یہ تھا کہ جادو بھی اللہ تعالی کے علوم میں سے ہی ہے۔اس علم کا باقی رہنااور لوگوں میں اس کا پایا جانااللہ تعالی کو منظور تھا۔اور انبیاء کرام کے لیے مناسب نہ تھا کہ اس طرح کے علوم کی تبلیغ کریں۔کیونکہ اس سے نقصان ہوتاہے اور اس طرح کے علوم کی وجہ سے مخلوقات کی تاثیرات کا اعتقاد بن جاتا ہے اور خالق کی تاثیر سے دلوں میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔جیسے علوم فلسفہ میں ریاضیات اور طبعیات کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ان علوم کو انبیاء کرام بیان نہیں کرتے۔اور جاننے کے باوجود ان کو بیان کرنے سے خاموش رہتے ہیں کیونکہ نبوت کا مقصد مخلوق کو حق کی طرف دعوت دیناہے اور ان کی عقلوں اور ذہنوں کو ملاء اعلی کی طرف متوجہ کرنا ہے۔اور مذکورہ علوم ان مقاصد میں خلل انداز ہوتے ہیں۔اس لیے ضروری تھا کہ دو فرشتوں کو اس طرح کے علوم کی تعلیم دینے کے لیے نازل فرمایا جائے۔

جادو سکھانے میں حرج نہیں

اور جادو کی تعلیم دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے اس لیے کہ جادو کا انجام کفر ہے اور جس کام کے کرنے سے کفر سرزد ہو جائے اس کی تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[xiv] مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں ستارے کی عبادت کرنے سے یہ اثر ہو گا اور فلاں شیطان کی عبادت کرنے سے یہ مقصد حاصل ہو گا۔اور کوئی آدمی یہ سن کر اس ستارے کی تاثیر پر اعتقاد کرنے لگے یا اس شیطان کی پوجا کرنے لگ جائے اور یہ کفریہ اعتقاد میں سے ہے۔اور ان باتوں کا صرف ذکر کرنے سے کوئی کفر کی بات نہیں ہے۔اور اگر جادو کا علم سیکھا جائے اور اس پر عمل نہ کیا جائے تو بھی اس کے بہت سے فائدے ہیں۔جیسے انبیاء کرام کے معجزوں اور اولیاءاللہ کی کرامات، جادوں گروں کے جادو، طلسم، منتروں اور شعبدہ کے درمیان فرق اسی علم کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔اور جو لوگ اس علم سے واقف نہیں ہے وہ ان چیزوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے بلکہ جادو گروں اور شعبدہ بازوں کو انبیاء اور اولیاءاللہ کی طرح سمجھتے ہیں۔اور بعض جادو کے اعمال اللہ تعالی کے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لیے، میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کے لیے اور ظالم کے نقصان کو دور کرنے کے لیے شریعت میں بھی اچھے سمجھے جاتے ہیں۔

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ جو شخص جادو کے اصول و قواعد سیکھ کر ناپسندیدہ چیزوں سے بچے گا تو وہ بہت زیادہ ثواب کا مستحق ہو گا۔اس لیے کہ وہ گناہ پر قادر ہونے کے باوجود گناہ سے بچتا ہے اور یہ کہ اس وقت بابل میں اس علم کا شوق رکھنے والے بہت تھے۔اور اس جادو سے عجیب و غریب چیزیں ایجاد کی گئی تھیں۔اور اس علم کی وجہ سے خود پسندی، تکبر اور غرور حد سے بڑھ گیا تھا۔اور اللہ تعالی سے بالکل غافل ہو گئے تھے۔اس وقت اللہ تعالی کی حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ غیب سے فرشتوں کے ذریعے سے اس علم کے دقائق انھیں سکھادے تاکہ ان کو علم ہو جائے کہ اللہ تعالی کے علم سے کسی وقت بھی لاپرواہی نہیں ہو سکتی۔اور ہر فن کو کامل طور پر اللہ تعالی کی مدد کے بغیر سیکھنے سے انسان عاجز ہے۔خلاصۂ کلام یہ کہ اسی پردہ میں ان کو اللہ تعالی کی طرف توجہ حاصل ہو۔ان دو فرشتوں کے نازل ہونے کے مذکورہ سبب پر دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے " وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ "یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس علم کے نازل کرنے کی واضح دلیل ہے۔اس کے علاوہ بھی قرآن کریم میں ان فرشتوں کے حالات ذکر کیے گئے ہیں۔ " وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ "تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ دونوں فرشتے خود بخود اس علم کی تعلیم نہیں دیتے تھے اور اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے صرف تعلیم ہی نہیں دینی تھی بلکہ اس پر عمل کرنے سے منع کرنا بھی شامل تھا۔[xv] الغرض اس قسم کی باتیں ان لوگوں کے نزدیک ہیں جو اس قصے کا انکار کرتے ہیں۔

اس واقعہ کی اصول دین کے مخالف ہونے کی توجیہ

لیکن اگر ان روایات کے بارے میں غور کیا جائے جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعے کی کچھ حقیقت ضرور ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حال کو بیان کرنے کے لیے بہت سی روایات اور بہت سے مرفوع آثار اور موقوف آثار وارد ہوئے ہیں کہ ان کو جمع کرنے سے ان کی قدر مشترک تواتر کو پہنچتی ہے۔اگرچہ واقعہ کی خصوصیات میں اختلاف ہے لیکن متواتر مقدار کا انکار کرنا اچھا نہیں ہے۔اگرچہ اس واقعہ کی روایات غیر معتبر اور کمزور ہیں لیکن کمزور اور ضعیف روایات تواتر کی وجہ سے صدق کی ترجیح کا سبب بن جاتی ہیں۔اور اس قصہ کی مخالفت کے اسباب جو قواعد دین کے مطابق ذکر کیے گئے ہیں وہ ظاہر کے لحاظ سے تو تسلیم شدہ ہیں۔لیکن جب غور کیا جائے اور اس قصہ کی صحت

بہت سی روایات سے ثابت ہو جائے تو ان مخالفتوں کا دین کے مقرر کردہ قواعد کی طرف لوٹنا ممکن ہے۔ لہذا ان مخالفتوں کی کوئی توجیہ بیان کی جائے۔اور ان روایات کا انکار کرنا مناسب نہیں ہے۔ ورنہ حضرت یوسف اور حضرت داود اور ان کے علاوہ کئی انبیاء کے واقعات کی تکذیب بھی لازم آئے گی۔ان روایات کی توجیہ اس طرح کر سکتے ہیں فرشتوں کی گناہوں سے عصمت اس وقت تک ہے جب تک وہ اپنی حالت یعنی فرشتوں کی عادت پر رہیں گے۔اور جب شہوت اور غصہ ان کے اندر پیدا کیا تو وہ فرشتے نہ رہے۔لہذا اس صورت میں کامل عصمت بھی لازم نہیں ہے۔ جیسے انبیاء کرام باوجود بشریت کے شہوت اور غضب کی اصلاح کی وجہ سے معصوم اور پاک ہو جاتے ہیں۔اور ظاہر سی بات ہے کہ جب مؤثر بدل جائے گا تو اس کا اثر بھی بدلنا محال نہیں ہے۔

اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ عذاب کی حالت میں علم سکھانا انسانوں کی ہمتوں پر قیاس کرتے ہوئے تو ناممکن لگتا ہے لیکن چونکہ یہاں فرشتوں کا ذکر ہو رہا ہے اور ان کی ہمتوں کی کشادگی کا اندازہ سب کو ہے۔ لہذا یہ ممکن ہے کہ عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود ان کے قوائے فکریہ اور قوت گویائی صحیح اور برقرار رہے۔اور اس چیز کا کئی مرتبہ تجربہ ہوا ہے کہ جسے کسی علم میں مہارت ہوتی ہے تو وہ مختلف بیماریوں اور تکالیف میں مبتلا ہونے کے باوجود اس علم کی تعلیم دے سکتا ہے۔اور اس علم کے ساتھ ممارست اور مشغولیت کی وجہ سے اس علم کی تعلیم دینا اس کے لیے انتہائی آسان اور سہل ہوتا ہے۔وہ تھوڑی سی توجہ سے وہ کام کر لیتا ہے جو دوسرے بہت زیادہ غور وفکر کے بعد بھی نہیں کر سکتے۔اور ان دونوں فرشتوں کو جادو کا علم سکھانے میں اسی قسم کی مہارت ہو خاص طور پر جب یہ بات مان لی گئی ہو کہ یہ دونوں فرشتے یہی تعلیم سکھانے کے لیے ہی زمین پر آئے تھے۔لہذا غیب سے بھی انھیں اس کام میں مدد مل جاتی ہے۔اور عذاب کی جگہیں اس طرح کے کاموں سے مانع نہیں ہوتیں۔اور لوگوں کا ان دونوں فرشتوں سے ملنا جلنا ممکن ہے کہ اس زمانہ میں نہ ہوا ہو لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ شیاطین اور جنات کے ذریعے سے ان کے ساتھ رابطہ ہوا ہو۔ چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر سال شیاطین میں سے ایک شیطان ان کے پاس جاتا ہے اور ان سے تازہ جادو سیکھ آتا ہے اور لوگوں کے اندر اسے پھیلا دیتا ہے۔اور پہلے زمانے میں جب تعلیم اور تعلم کے کام کی ابتدا ہو رہی تھی اس وقت لوگ بھی ان سے ملاقات کرتے تھے اور جادو سیکھتے تھے اور اسے مدون کر کے محفوظ کر لیتے تھے۔

اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ بلاشبہ وہ عورت فاحشہ تھی لیکن جب اسے اسم اعظم سیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو اس نے ان دونوں فرشتوں سے مصاحبت کو لازم قرار دیا۔لہذا اس کام میں حسن اور قبح دونوں کی وجوہات جمع ہو گئیں۔ حسن تو نیت کا اعتبار کرتے ہوئے اور قبح عمل کی صورت کا اعتبار کرتے ہوئے ہے۔ جیسے کوئی پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو رہا ہو اور کوئی شخص غصب کیے ہوئے پانی سے اس کی پیاس بجھا دیتا ہے۔اسی طرح ایسے بھوکے آدمی کو حرام کھانا کھلانا جو مضطر ہے۔اس عمل کی جزا کے طور پر وہ اصلی شکل سے مسخ ہو کر بخارات کے قائم مقام بن گئی لیکن اچھی نیت کی وجہ سے روشن ستارے کے ساتھ مل گئی۔اس بات کا راز یہ ہے کہ اس عورت نے اپنے حسن وجمال کو اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ لیکن یہ کام بے موقع اور بے محل کیا۔اس کو حسن اور خوبصورتی اس طرح ملی کہ زہرہ کی روح کے ساتھ اس کو ملا دیا اور ایک نورانی جسم کے ساتھ اس کا تعلق قائم کیا۔اور لوگوں کی ارواح کا آسمانوں کی طرف چڑھ جانے میں کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ نیک لوگوں کی روحیں آسمان پر چڑھ جاتی ہیں۔ خاص طور پر شہدا کی روحیں سات آسمانوں تک چلی جاتی ہیں۔اور یہ بات اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے کہ اگرچہ کواکب کی شکل دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں شرافت اور عظمت رکھتی ہے لیکن انسانوں کی شکل کے لحاظ سے کمتر اور حقیر ہے۔ لہذا بعض اعتبار سے عظمت اور بعض اعتبار سے حقارت پائی گئی۔اور فرشتوں کے کلام میں جو یہ کہا ہے کہ ہم ضرور اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے یعنی ہم ہر صورت میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ اس میں اللہ تعالی کی تکذیب اور تجہیل ہرگز نہیں کرتے۔ لہذا ان کی بات کا مطلب یہ ہوا کہ کہ ہم اپنی طرف سے اطاعت کا پکا ارادہ رکھتے ہیں اگرچہ واقع میں اس کے خلاف ہو جائے۔اور فرشتوں نے اللہ تعالی کے کلام سے بظاہر یہ سمجھا کہ جس مخلوق میں شہوت اور غصہ رکھ دیا جائے، اس سے لازمی طور پر گناہ صادر ہوتا ہے، اگرچہ وہ اپنے اختیار سے نہ کریں۔اور اپنی طرف سے انھوں نے کہا کہ ہم اپنے اختیار سے نافرمانی نہیں کریں گے۔ الغرض دونوں کلاموں میں کوئی تناقض اور مخالفت نہیں ہے کہ تکذیب اور تجہیل لازم آئے۔اور اس عورت کو زہرہ کی شکل میں مسخ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی روح کو زہرہ کی روح کے ساتھ متصل کر دیا۔ ایسا نہیں کہ یہ ستارہ پہلے سے موجود نہیں تھا۔ لہذا واقع کی مخالفت لازم نہیں آئی۔

حاصل الکلام

ہر زمانے میں ہی لوگوں نے جادو کو غلط مقاصد کے لیے استعمال کیا ہے۔ غیر مسلموں خاص طور پر ہندوؤں اور یہودیوں کے اندر تو یہ مرض بد بہت زیادہ رہا ہے یہود نے یہ فن اور یہ

علم کہاں سے سیکھا تو قرآن کریم میں اس بارے میں واضح اشارات ملتے ہیں۔اس لیے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 102 کی تشریح میں اس مسئلے کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہود کے جادو کو سیکھنے اور اس کے مقاصد پر بہت سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور سحر کو سیکھنے کی شرائط بھی تفصیل سے ذکر فرمائی ہیں۔اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ ہر علم کے اندر مثبت پہلو بھی ہوتے ہیں اور منفی پہلو بھی ہوتے ہیں اسی طرح سحر میں بھی کچھ مثبت پہلو بھی موجود ہیں اگرچہ زیادہ نقصانات ہی ہیں۔ لہذا جس علم کے اندر کچھ فائدہ پایا جاتا ہو اسے سیکھنا یا سکھانا یہ برا نہیں ہے البتہ اس کو سیکھنے کے بعد غلط استعمال کرنا، غلط مقاصد کے لیے استعمال کرنا یہ انتہائی برا اور مذموم فعل ہے۔اور درست مقاصد کے لیے اسے سیکھنا یہ باعث اجر اور پسندیدہ عمل ہے۔

اس لیے عوام کے سامنے ان تمام اقسام کو بیان کر دینا ضروری ہے جن سے یہ علم ہو سکے کہ کون سا سحر سیکھنا کفر ہے؟اور کون سی قسم کفر کے قریب ہے؟کون سی فسق ہے؟اور کون سی فسق کے قریب ہے؟اور کون سی قسم مباح ہے؟اور کس قسم کا سیکھنا بہتر ہے؟ان تمام اقسام کو ان کے احکام کے ساتھ بیان کرنا انتہائی ضروری تھا اس لیے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں اس امر کی تفصیل کے ساتھ تشریح فرمائی ہے۔اس کے ساتھ ان اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ اگر یہ فعل کسی کی طرف سے پایا جائے تو مدمقابل کو اس سے بچنے کے لیے کون سی تدابیر اختیار کرنی چاہییں۔کیونکہ مبارک ہستیاں اور خصوصا شارع پر بھی اس طرح کے برے مقاصد کے لیے جادو کو استعمال کیا گیا ہے۔لہذا اللہ رب العزت نے خود ہی اس کے حل کے طور پر قرآن کریم میں بہت سی آیات نازل فرمائی ہے اور جن کو پڑھنا اور سیکھنا اور عمل میں لانا انتہائی ضروری ہے تاکہ اس پرفتن دور میں انسان سحر کے برے اثرات سے خود بھی بچ سکے اور دوسروں کو بھی بچا سکے

حوالہ جات

السرخسي، محمد بن أحمد بن أبي سهل، شمس الأئمة (المتوفى: 483هـ)، المبسوط، الناشر: دار المعرفة – بيروت، الطبعة: بدون طبعة، تاريخ النشر: 1414هـ - 1993م، ج10، ص104

رازی، محمد بن عمر، فخر الدین (المتوفی:606ھ)۔مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)۔ط:3، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ۔ج3، ص628

مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، ج3، ص617

غرائب القرآن ورغائب الفرقان، غرائب القرآن ورغائب الفرقان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط: 1، 1416ھ، ج1، ص349

غرائب القرآن ورغائب الفرقان، ج1، ص346

(با کے نیچے زیر اور یا پر سکون)

مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، ج3، ص619

مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، ج3، ص624

الأنعام: 75

الأنعام: 79

طٰه: 66

آگ پکڑنے والا تیل

الطبري، محمد بن جرير بن يزيد، أبو جعفر (المتوفى: 310هـ)، جامع البيان في تأويل القرآن، تفسیر طبری، مؤسسة الرسالة، ط: 1، 1420هـ - 2000م، ج2، ص39

ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (المتوفى: 774هـ)، تفسير القرآن العظيم، (تفسیر ابن کثیر) المحقق: سامي بن محمد سلامة، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية 1420هـ - 1999م، ج1، ص366

زاد المسیر، ج1، ص96، تفسیر قرطبی، ج2، ص48